مدارس اور اہل مدارس حضرت بنوریؒ کی نظر میں

جمع وترتیب: مولانا نورالرحمٰن

[محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے "مفتاحاً للخیر مغلاقاً للشر" بنایا تھا اور یوں تو آپ کا ہر قول وفعل امت کے لیے مینارہ نور ہے، لیکن آپ کے بعض اقوال ایسے ہیں کہ جن کے پڑھنے اور سننے سے "فرحت منها القلوب وذرفت منها العيون" کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مولانا نورالرحمٰن زید مجدہم نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف مضامین کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کے ایمان افروز اقوال جمع کیے ہیں، پڑھنے والا اس سے حلاوتِ ایمانی محسوس کرے گا اور اہل مدارس ان کو بہترین رہبر ورہنما اور مرشدِ کامل کے درجے میں پائیں گے............ان شاءاللہ تعالیٰ!]

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور اسی سے التجاء:

"ہمیں دو باتوں پر کامل یقین ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے: ایک تو یہ کہ مال ودولت کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور دوسرا یہ کہ اولادِ آدم کے قلوب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر ہم اخلاص کے ساتھ صحیح کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے قلوب خود بخود ہماری طرف متوجہ کرکے اپنے خزانوں سے ہماری مدد کرے گا۔ ہمیں کسی انسان کی خوشامد کی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا جو ضرورت ہمیں پیش آتی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے کہتے اور مانگتے ہیں۔ وہ ایسی جگہ سے ہماری ضرورت کو پورا کرتا ہے جہاں ہمارا گمان بھی نہیں ہوتا، پھر ہم کیوں کسی انسان کے سامنے ہاتھ پھیلائیں؟"

اخفاء پسندی اور نمود وریاء سے نفور:

"مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات بے انتہا پسند ہیں اور اسی پر میرا عمل ہے: "أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ" (جس سے سرگوشی کررہا تھا اسی کو سنا رہا تھا) تو جس کے لیے ہم یہ سب کچھ کررہے ہیں اسی کو اپنا حال

سناتے ہیں اور اسی سے مانگتے ہیں، کسی اور سے ہمیں کیا واسطہ؟! چنانچہ نہ کبھی فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی اور تقسیم اسناد کے نام سے اور نہ بخاری شریف کے ختم کے نام سے کبھی کوئی سالانہ، یا غیر سالانہ جلسہ کیا اور نہ ہی کوئی مدرسہ کی روئیداد، چندہ دہندگان کی فہرست شائع کی اور نہ کوئی اشتہار، نہ چندہ کی اپیل شائع کی، نہ کوئی مدرسہ کا سفیر یا محصل مقرر تھا۔''

علماء سے دنیا داروں کے تعلق کی نوعیت:

''دنیا والوں کا علماء سے تعلق کچے دھاگے سے بندھا رہتا ہے، ذرا سی کوئی بات ان کی منشاء کے خلاف ہوئی اور فوراً تعلق ختم ہوا۔''

اخلاص سے مدرسہ کی خدمت کا صلہ:

''اللہ کا کام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ ہے، اللہ تعالیٰ اُسے اسی طرح چلاتا ہے اور اسی طرح چلاتا رہے گا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اپنی نیت خالص کرلیں اور جو شخص بھی اخلاص سے اس مدرسہ کی خدمت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیں گے اور آخرت میں بھی۔''

مدرسہ میں زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی اہمیت:

''زکوٰۃ دینے والوں سے کہ ہم یہ ہرگز گوارا نہیں کرتے کہ تم تو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرکے جنت میں جاؤ اور ہم مال کو بے محل خرچ کرکے جہنم میں جائیں، بلکہ ہم تو تمہاری دی ہوئی رقم کو اس کے صحیح مصرف میں جلد از جلد خرچ کرکے تم سے پہلے جنت جانا چاہتے ہیں۔''

مدرسہ اور علم دین کا مقصد:

''ہم نے یہ مدرسہ اللہ تعالیٰ کے لیے بنایا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ طلبہ علمِ دین صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حاصل کریں اور اگر دنیا کا کوئی مقصد ہے، چاہے وہ سند حاصل کرنا ہو یا کوئی منصب ہو یا شہرت وغیرہ کوئی اور مقصد ہو تو خدا کے لیے وہ طالب علم یہاں سے چلا جائے، ہم تکثیرِ سواد کے خواہش مند نہیں، ہم چاہتے ہیں کہ کام کے آدمی آئیں اگرچہ کم ہوں۔''

● **طلبہ کے معاش کے حوالہ سے ایک اعتراض کا جواب:**

''ایک مرتبہ چیف منسٹریٹر محکمہ اوقاف مسعود صاحب مدرسہ تشریف لائے اور کہا کہ: طلبہ کو کوئی ہنر بھی سکھانا چاہیے، جیسا کہ آج کل تجدد پسندوں کی طرف سے اس خیال کا چرچا ہو رہا ہے کہ علماء کو معاشی اعتبار سے

باعزت مقام دیا جائے اور طلبہ کو ہنر سکھانا چاہیے، تاکہ فارغ ہونے کے بعد طلبہ بدحالی کا شکار نہ ہوں تو اس پر فرمایا: ہم تو اس حصولِ معاش کے تصور ہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ہم تو چاہتے ہیں کہ طالب علم صرف اللہ تعالیٰ کے دین کا سپاہی بنے، اس کے سوا زندگی کا کوئی مقصد اس کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین واعتماد ہو کہ معاش کے بغیر اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرے۔''

ناموافق حالات میں بھی دین کی خدمت کا جذبہ:

''دین کی خدمت کے متعلق کبھی سوچتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ مجھ پر خدمتِ دین کے سارے دروازے بند ہو جائیں تو میں کیا کروں گا؟ میں ایسا گاؤں تلاش کروں گا جہاں کی مسجد غیر آباد ہو اور لوگ نماز نہ پڑھتے ہوں، وہاں جا کر اپنے پیسوں سے ایک جھاڑو خریدوں گا اور مسجد کو اپنے ہاتھ سے صاف کروں گا، پھر خود اذان دوں گا اور لوگوں کو نماز کی دعوت دوں گا، جب وہ مسجد آباد ہو جائے تو پھر دوسری مسجد کو تلاش کروں گا اور وہاں بھی ایسا ہی کروں گا۔''

حضرت بنوری کے رفقاء کا اخلاص اور قناعت:

''میرے اکثر رفقاء نے یہ عہد کیا ہے کہ تاحیات ہر حال میں مدرسہ کی خدمت کریں گے، تنخواہ خواہ ملے یا نہ ملے اور فرمایا: موجودہ دور میں مدارس میں تنخواہ کے اضافہ کے لیے درخواست کا رواج تو ہے، لیکن تنخواہ کے کم کرنے کا رواج نہیں، لیکن الحمدللہ! میرے رفقاء نے ایسی روایت بھی قائم کر دی ہے اور اس ضمن میں حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی قدس اللہ سرہ کا ذکر کرتے تھے۔''

مدرسہ اللہ تعالیٰ چلاتا ہے (بندہ تو خادم ہوتا ہے):

''یہ مدرسہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، ہم تو خادم ہیں۔'' رمضان المبارک میں عمرہ پر تشریف لے جانے لگے تو عرض کیا گیا: یہ مہینہ چندہ کا ہے اور آپ کے موجود ہونے کا اثر پڑتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کا مقولہ سنا کر جو انہوں نے حاکمِ یمن ابرہہ کے سامنے کہا تھا: ''إن لهذا البيت ربا يحميه '' (اس گھر کا ایک مالک ہے جو اس کی حفاظت کرے گا) سنا کر تشریف لے گئے۔

علم سے مقصود رضائے الٰہی، اصلاحِ اعمال اور اخلاص ہے:

اخلاص اور اصلاحِ اعمال اور نماز باجماعت کے اہتمام اور مقصرین کو تنبیہ اور فخر ومباہات اور سمعہ اور ریاء سے نفرت دلاتے ہوئے ابن ماجہؒ کی حدیث: ''من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله لا يتعلمهٗ إلا

لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة ''......(جس شخص نے ایسا علم سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے، دنیاوی ساز وسامان کے لیے حاصل کیا، وہ جنت کی بو بھی نہیں سونگھ سکے گا) سنا کر فرمایا:

''علم بذاتِ خود مقصود نہیں، بلکہ اصل مقصود رضائے الٰہی، نصرتِ دین اور خدمتِ اسلام ہے اور علم بغیر عمل کے بے کار غیر مفید ہے، بلکہ بسا اوقات مضر ہوتا ہے، زہرِ قاتل، وبالِ جان اور ضیاعِ آخرت ہے، علماء کے طبقہ میں جو لوگ اس برے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان سے دین کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ علمائے سوء کی غلط کاریوں سے دین اسلام کو بچائے۔''

دنیا کے لیے علم دین کا حصول شقاوت اور بدبختی ہے:

''شقی اور ملعون ہے وہ شخص جو علم دین کو حصولِ دنیا کے لیے استعمال کرتا ہے، ایسے بدبخت سے سر پر ٹوکری اُٹھا کر مزدوری کرنے والا بدرجہا بہتر ہے۔ جو طالب علم اس مدرسہ میں اسلامی شکل وشباہت اختیار کیے بغیر رہنا چاہتا ہے اور جس کے دل میں علم دین کے ذریعہ دنیا کو حاصل کرنے کی تمنا ہے وہ ہمارے مدرسہ میں نہ رہے، ورنہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مدرسہ کے ساتھ بدترین خیانت ہوگی۔''

علماء کی حق گوئی:

''علماء کو حق بات کہنے سے گریز نہ کرنا چاہیے، چاہے اس میں جان کی بازی ہی لگانی پڑے۔''

مدرسہ کے معاملہ میں توکل علی اللہ کی کیفیت:

''ہم نے جس کے لیے مدرسہ قائم کیا ہے اس کو سب کچھ معلوم ہے، وہ خود ہی جب اور جس طرح چاہے گا اسباب ووسائل پیدا فرمادے گا۔''

مدرسہ اللہ تعالیٰ خود چلاتا ہے:

''ہمیں کسی سفیر، جلسہ، اشتہار واعلان کی ضرورت نہیں، جس کا مدرسہ ہے وہ خود چلائے گا۔''

مدرسہ کا مقصد: رسوخ فی العلم، توکل اور استغناء:

''مجھے عمارتوں اور موازنوں (یعنی مدرسہ کی عمارت کی لاگت، روزانہ کا خرچ اور سالانہ موازنے کی مدات اور متعلقہ رقوم کی مقدار) سے کوئی دلچسپی نہیں، مجھے تو یہ بتلایئے کہ کام کے کچھ آدمی بھی پیدا ہو سکے؟ اور فرمایا: میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ اچھے اچھے علماء کی نظر بھی اس پر لگی ہوئی ہے، ہم میں رسوخ اور توکل اور استغناء عنقا ہو گیا ہے۔''

مدرسہ کے مالی معاملات میں حضرتؒ کی انتہائی احتیاط:

''ایک مرتبہ مدرسہ کے خزانچی نے کہا کہ: حضرت! زکوٰۃ کی فنڈ میں ۲۵ ہزار روپے ہیں، غیر زکوٰۃ فنڈ خالی ہے، مدرسین کو تنخواہیں دینے کا وقت ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ میں سے قرض لے کر مدرسین کی تنخواہیں ادا کر دی جائیں۔ اس پر فرمایا: میں مدرسین کی آسائش کے لیے دوزخ کا ایندھن نہیں بننا چاہتا، مدرسین کو صبر کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ ان کے فنڈ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ بھیج دے اور جو صبر نہیں کر سکتا اس کو اختیار ہے کہ مدرسہ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور ایک مرتبہ خازن نے اس طرح غلطی کی تو جب حضرت کو علم ہوا تو فرمایا: اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں، آپ کو جہنم میں جانا پڑے گا اور فرمایا: جب تک یہ رقم ادا نہ کر دی جائے اس وقت تک میں تنخواہ نہیں لوں گا۔''

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے اساتذہ کا اعزاز:

''مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے اساتذہ اور ملازمین کو اللہ تعالیٰ کے اس احسان وانعام کی قدر کرنی چاہیے کہ ان کو حق الخدمت کے عوض میں غیر زکوٰۃ کا پاکیزہ مال ملتا ہے، وہ بھی ایسے مخلصین کی طرف سے جو اپنا نام تک ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے اور ''**لاتعلم شمالهٗ ما تنفق يمينه**'' کا مصداق ہیں۔''

صرف مدرسہ کی خدمت اصل مقصود نہیں، بلکہ جائز ذرائع سے مدرسہ کی خدمت ہونی چاہیے

''ہم تو صرف صحیح کام کرنے کے مکلّف ہیں، اگر صحیح طریق پر مدرسہ نہ چلا سکیں گے تو بند کر دیں گے، ہم کوئی دین کے ٹھیکیدار نہیں ہیں کہ صحیح یا غیر صحیح، جائز یا ناجائز جس طرح بھی ممکن ہو مدرسہ جاری رکھیں، ہم تو غیر صحیح اور ناجائز ذرائع اختیار کرنے کی بنسبت مدرسہ کو بند کر دینا بہتر بلکہ آخرت کی مسؤلیت کے اعتبار سے ضروری سمجھتے ہیں۔''

اپنے مفاد پر مدرسہ کے مفاد کو ترجیح:

بعض مخلصین نے مدرسہ کے لیے گاڑی دینے کی پیشکش کی تو فرمایا: ''پٹرول کی قیمت اور ڈرائیور کی تنخواہ وغیرہ کا بار مدرسہ پر پڑے گا اور اپنے یا دوسروں کے استعمال میں بے احتیاط ہونا ناگزیر ہے، اس سے بچنا ناممکن ہے، یہ جتنی ٹیکسیاں بازاروں میں چل رہی ہیں اور ہر وقت مہیا ہیں ہماری ہی تو ہیں، جب چاہو بلالو، ٹیکسی حاضر ہے، پھر ہمیں مدرسہ کے لیے گاڑی خرید کر آخرت کی مسؤلیت اپنے ذمہ لینے کی کیا ضرورت ہے؟۔'' **(باقی آئندہ)**